صدیوں تک مختلف تہذیبوں اور طبقات کی ایک بڑی اکثریت میں بچوں کی نعمت سے سرفراز ہونے کی شدید خواہش موجود رہی ہے اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد دو یا دو سے زیادہ بچوں کی سن بلوغ تک پرورش کی مشقت کو برداشت کرنے پر بخوشی تیار رہتی ہے۔ اس سلسلے میں رائج الوقت تصورات ان فوائد کے آئینہ دار ہیں جن کی توقع والدین کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے۔

بائبل کا حکم تو یہ ہے کہ لوگوں کے لیے نافع بنو اور اپنی تعداد بڑھاؤ۔ ہندستان میں دلہنوں کو دی جانے والی یہ روایتی دعا مغرب میں زیادہ معروف نہیں ہے: "خدا کرے تم آٹھ بچوں کی ماں بنو"۔ بچوں کو متبنٰی بنانے (adoption) کی روایت اور مصنوعی ذرائع سے ولادت کا رجحان بھی والدین میں بچوں کی خواہش کی موجودگی کا پتا دیتے ہیں۔

ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ تیسری دنیا اور خصوصاً انتہائی غریب ممالک میں بچوں کی بے تحاشا پیدائش کا نتیجہ انتہائی پست معیار زندگی کی صورت میں نکلتا ہے جو انسانی زندگی کے شایان شان نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے کہ چند مال دار مغربی تجزیہ نگار دوسرے لوگوں کی خوشیوں اور دکھوں کے مکمل ادراک کی اہلیت رکھتے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک ان کی اپنی زندگی اور وجود کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ بات انتہائی دور رس اخلاقی سوالات کو جنم دیتی ہے اور اکثر لوگوں کے لیے اخلاقی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے' کجا کہ انسانی افزائش اور تولید پر جبری پابندیاں عائد کی جا سکیں۔

اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ غریب ترین افراد بھی جینے کو مرجانے پر ترجیح دیتے ہیں۔ سادہ مشاہدہ اور سوجھ بوجھ سے بھی ہمیں یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اس عالم خاکی میں انتہائی مصیبت زدہ افراد بھی اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے جدوجہد جاری رکھتے ہیں' وہ طبی امداد کے حصول کے لیے سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اس لیے افراط آبادی کے جس خطرے پر سخت تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے' اس کی اصل حقیقت شرح اموات میں کمی اور انسانی زندگی کی فلاح و بہبود میں مزید بہتری ہے۔

ایسے تمام افراد جو ضبط ولادت کی ریاستی پالیسی کی حمایت کرتے ہیں انھوں نے یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسے ممالک کے عوام جہاں شرح پیدائش بہت زیادہ ہے' مانع حمل ادویات کے بارے میں نہیں جانتے اور اپنے طرز عمل کے دور رس اثرات کا ادراک بھی نہیں رکھتے حالانکہ تیسری دنیا کے اکثر باشندے ضبط ولادت کے طریقوں سے مکمل طور پر آگاہ ہیں اور ان کو اپناتے بھی ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ایسے بہت سے معاشروں میں' جن کی شرح پیدائش زیادہ تھی اور جو ہم عصر تیسری دنیا کے معاشروں سے زیادہ پسماندہ تھے' برتھ کنٹرول کے روایتی طریقے وسیع پیمانے پر اپنائے جاتے رہے ہیں۔

مغرب کی سستی اشیا تیسری دنیا کے ممالک میں کئی دہائیوں سے معروف ہیں مگر کنڈوم اور مانع حمل گولیاں یہاں بڑی سست رفتاری سے پھیل سکی ہیں حتیٰ کہ اس وقت بھی یہ وسیع پیمانے پر نہ پھیل سکی تھیں جب ان کے فروغ کے لیے ایک بھاری امداد مہیا کی جانے لگی تھی۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان ممالک میں ان کنڈوم اور مانع حمل ادویات کی طلب بہت کم رہی ہے اور عام طور پر یہاں کے عوام میں بچوں کے حصول کی شدید خواہش موجود ہے۔ مگر آبادی میں اضافے کا خوف ہمیں ایک غلط طرز عمل اپنانے پر مجبور کرتا ہے۔ دنیا کے غریب ترین ممالک میں کچھ ایسے ممالک بھی شامل ہیں جو بہت کم گنجان آباد ہیں۔ مثلاً ایتھوپیا، یوگنڈا اور زائرے وغیرہ اور یہی وہ ممالک ہیں جہاں قحط کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تیسری دنیا کے انتہائی گنجان آباد ممالک حد درجہ خوشحال ہیں جن میں ہانگ کانگ، سنگاپور اور ملائشیا شامل ہیں اور یہاں پر قحط کا کوئی سوال نہیں ہے۔ دنیا کے غریب ترین ممالک میں ایک وسیع رقبہ ابھی تک استعمال کے لیے دستیاب ہے۔

خوشحالی کا انحصار لوگوں کی تعداد اور قدرتی وسائل کے بجائے ان کے طرز عمل پر ہوتا ہے۔ معدنی ذرائع صرف ان لوگوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتے ہیں جو ان کو دریافت کرتے ہیں یا زمین سے نکالتے ہیں۔ سولھویں صدی میں لاطینی امریکہ میں دریافت کیے جانے والے سونے اور چاندی کے ذخائر اور موجودہ دور میں تیل پیدا کرنے والے ممالک کی بیش بہا دولت، قدرتی وسائل کے نتیجے میں حاصل ہونے والی خوشحالی کی مثالیں ہیں مگر امریکہ کی قیمتی دھاتوں کا کولمبس سے پہلے تک امریکہ کی معاشی ترقی کو تیز کرنے میں کوئی کردار نہیں تھا اور نہ ان پر قابض ہو جانے نے سپین میں طویل المدت ترقی کو یقینی بنا دیا تھا۔

بیسویں صدی میں مشرق وسطی کے تیل کے ذخائر اس وقت تک بالکل بے قدر و قیمت تھے جب تک مغرب نے انھیں دریافت نہیں کیا تھا اور ان سے بھرپور استفادہ نہیں کیا تھا اور کوئی بہت غیر محتاط ماہر معاشیات ہی یہ پیش گوئی کرے گا کہ یہ وسائل ایک پایدار اور طویل مدتی خوشحالی کی ضمانت دیتے ہیں۔

اس بات پر کافی شواہد موجود ہیں کہ آبادی میں تیز رفتار اضافہ مغرب یا تیسری دنیا کی معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔ مغرب کی آبادی اس آبادی سے چار گنا سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے جو اٹھارویں صدی کے وسط تک تھی جب کہ فی کس آمدنی میں حقیقی اضافے کا تخمینہ پانچ گنا تک کیا جاتا ہے اور اس آمدنی میں بھی زیادہ تر اضافہ اس وقت ہو رہا تھا جب مغرب کی آبادی اسی رفتار سے بڑھ رہی تھی جس رفتار سے آج تیسری دنیا کے بیشتر ممالک میں بڑھ رہی ہے بلکہ بعض مواقع پر مغرب کی آبادی میں اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اضافہ ہو رہا تھا۔

تیسری دنیا کے ممالک کی آبادی میں اضافہ عام طور پر تیز رفتار مادی ترقی سے ہم آہنگ رہا ہے۔ دوسری

جنگ عظیم کے وقت کے بہت سے ایسے ممالک جو غیر ترقی یافتہ سمجھے جاتے تھے کئی دہائیوں سے اپنی آبادی میں تیز رفتار اضافے کو آخرکار اپنی شاندار معاشی ترقی سے ہم آہنگ کر چکے ہیں۔ ان ممالک میں تائیوان' ہانگ کانگ' ملائشیا' کینیا' آئیوری کوسٹ' میکسیکو' کولمبیا اور برازیل قابل ذکر ہیں۔ کسی ملک کی معاشی ترقی میں ذاتی (personal)' ثقافتی اور کئی سیاسی عوامل کارفرما ہوتے ہیں اور معاشی ترقی کا انحصار عوام کی صلاحیتوں' رویوں' مقاصد اور اس ملک کے سماجی اور سیاسی اداروں پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر جولیان سائمن (Julian Simon) نے اپنی کتاب (The Ultimate Resource) میں بتایا ہے کہ کامیابی کے حصول اور ترقی میں فیصلہ کن عنصر انسانی ذہانت ہے۔ جب تک یہ انسانی ذہانت کمزور نہیں پڑتی' لوگ اپنی حفاظت خود بخود کرتے رہیں گے۔

(لندن' اسکول آف اکنامکس کے پروفیسر مسٹر بائیور کا یہ مضمون دی ٹائمز لندن کی ۱۶ اگست ۹۵ کی اشاعت میں شائع ہوا)

لٹریچر کا روزانہ کچھ نہ کچھ مطالعہ اپنی عادت بنائیے!

سود کی تباہ کاریاں

اور سود سے پاک معیشت کا نفاذ کیسے ؟

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی معرکۃ الآرا کتاب

"سود"

کا مطالعہ کیجیے

ملک بھر کے تحریکی مکتبوں سے حاصل کیجیے

عطیہ اشتہار :

SEARS International

COMPUTERS, PRINTERS & MONITORS

58, First Floor, Hafeez Centre, Gulberg III, Lahore, Pakistan.

Tel: 92-42-5752247-48, Fax: 92-42-5752249

اخبارِ اُمّت

الجزائر میں عام انتخابات کی تیاریاں

محمد ظہیر الدین بھٹی

الجزائر میں دستور ساز اسمبلی کے لیے عام انتخابات ۵ جون ۱۹۹۷ کو منعقد ہو رہے ہیں۔ گذشتہ انتخابات ۱۹۹۱ میں ہوئے تھے جن میں تحریک اسلامی کو زبردست کامیابی ملی تھی مگر یورپی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر انھیں حکومت بنانے سے روک دیا گیا۔ اس وقت الجزائر میں دستوری ترمیمات کے بعد صدر کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ چند ہفتے پہلے سیاسی پارٹیوں اور انتخابات کے بارے میں قانون جاری کیے گئے تاکہ حکمران ٹولہ اپنے کو مسلط رکھنے کے منصوبے پر عمل کر سکے۔ الجزائر کی آزادی کے بعد پہلی مرتبہ یہ قانون لاگو کیا گیا ہے کہ کوئی سیاسی پارٹی، سیاسی مقاصد کے لیے اسلام کا نام استعمال نہیں کر سکتی۔ سیاسی پارٹیوں کے اس قانون سے آئین کی دفعہ ۲ کی خلاف ورزی ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اسلام مملکت کا دین ہے۔ اسی طرح یہ دفعہ ۹ کی شق ۳ کے بھی خلاف ہے جس کی رو سے مملکت کے ادارے دین اسلام اور انقلاب نومبر کے اصولوں کا احترام کریں گے۔ اس نئے قانون سے دفعہ ۴۲ کی شق ۲ کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے جس کی رو سے تمام پارٹیوں کا فرض ہے کہ وہ وطنی تشخص، اسلام اور آزادی کا تحفظ کریں۔ یہ بات خوش آیند ہے کہ الجزائر کی مجلس دستور نے ۶ مارچ ۹۷ کو پارٹیوں اور انتخابات سے متعلق دونوں قوانین منسوخ کر دیے ہیں اس لیے کہ یہ نئے قوانین مملکت کے بنیادی اصولوں سے متصادم تھے۔ اس اقدام پر سیکولر اور دینی جماعتوں نے اپنے اپنے موقف کا اظہار کیا ہے۔ "محاذِ آزادی" اور "حرکۃ حماس" نے اسے ایک درست اقدام قرار دے کر اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ "حرکۃ النھضۃ الاسلامیۃ" کے صدر شیخ عبداللہ جاب اللہ نے کہا ہے کہ یہ اقدام دستور اور وفاق دونوں کے عین مطابق ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی ہے کہ قانون کی بالادستی اور ملک کے آئین کے احترام کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں گے تاہم بربری پارٹی "التجمع من اجل الثقافۃ والدیمقراطیۃ اتحاد برائے ثقافت و جمہوریت نے (جس کے قائد ڈاکٹر سعید سعدی ہیں) مجلس دستور کے اس اقدام کی مخالفت کی ہے۔ سابقہ حکومت کے سربراہ التحالف الوطنی پارٹی کے موجودہ سربراہ رضا